خطبہ نمبر

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 07 جون 2021ء | 25 شوال 1442 ہجری قمری | جلد: 3 | شمارہ: 134

ارشادِ باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۳﴾ کَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰہِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۴﴾ (الصف:3تا4)

ترجمہ:۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم کیوں وہ کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ کہو جو کرتے نہیں۔

فرمانِ خلیفہ وقت

اس وقت مَیں میدانِ عمل میں آنے والے مربیان کے ذہنوں میں جو بعض سوالات آتے ہیں، ان کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اس کا وہ تذکرہ بھی کر دیتے ہیں یا پوچھتے ہیں ان مربیان اور مبلغین کو تو مَیں بتاتا ہی رہتا ہوں۔ ان کے سوالوں کے جواب دیتا ہوں۔ اس لئے یہاں ذکر ضروری ہے تا کہ جو جماعتی نظام کے عہدیدار ہیں ان کو بھی پتا چل جائے کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون سے کس طرح انہوں نے کام کرنا ہے۔ یعنی مربیان و مبلغین اور عہدیداروں کا تعاون۔ اس میں خاص طور پر صدران، امراء ہیں کیونکہ بعض دفعہ عہدیداروں کے ساتھ غلط فہمی کی وجہ سے بعض کھچاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ آپس کے تعلقات پوری طرح تعاون کے نہیں رہتے یا یہ احساس ایک فریق میں پیدا ہو جاتا ہے کہ تعاون نہیں ہے۔

مربّیان کے یہ سوال ہوتے ہیں کہ ہمارے کاموں میں صدر جماعت کس حد تک دخل اندازی کرسکتا ہے؟ ہماری کیا حدود ہیں اور ان کی کیا حدود ہیں؟ بعض دفعہ مربی ایک بات کو تربیت کے لحاظ سے بہتر سمجھتا ہے اور بہتر سمجھ کر جماعت میں رائج کرنے کی کوشش کرتا ہے تو صدر جماعت کہتا ہے کہ مَیں نہیں سمجھتا کہ اس کو اس طرح کرنا چاہئے۔ یا بعض صدران اپنے مزاج کے لحاظ سے اور ایک لمبا عرصہ صدر جماعت رہنے کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ جو وہ کہتے ہیں وہ ٹھیک ہے اور مربی کو ان کی مرضی کے مطابق چلنا چاہئے۔ اور پھر بعض دفعہ لوگوں کے سامنے ہی، ایک مجلس کے سامنے مربی سے ایسے انداز میں جواب طلبی کرتے اور بات کرتے ہیں جو نہیں کرنی چاہئے۔ اور نوجوان مربی اس بات پر پھر پریشان ہوتے ہیں یا برا مناتے ہیں یا سُبکی محسوس کرتے ہیں یا ہوسکتا ہے کہ آگے سے کوئی جواب بھی دے دیں۔ مربیان کو پہلی بات تو یہ یاد رکھنی چاہئے کہ انہوں نے انتظامی لحاظ سے جو بھی ان پر مقرر کیا گیا ہے اس کی اطاعت کرنی ہے اور اپنی اطاعت کا نمونہ دکھانا ہے اور اگر ایسے حالات پیدا ہوں تو خاموش رہنا ہے، تا کہ افراد جماعت پر کسی قسم کا منفی اثر نہ پڑے اور جماعت میں کوئی بے چینی پیدا نہ ہو۔ اگر کوئی زیادتی کی بات ہے تو اپنے نیشنل امیر، صدر کو بتائیں یا مرکز میں بتائیں۔ مجھے بھی لکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح صدران اور امراء سے بھی مَیں یہ کہتا ہوں کہ مربیان کی عزت و احترام قائم کرنا ان کا کام ہے اور کسی بھی جماعت میں سب سے زیادہ مربی کی عزت و احترام کرنے والا اور تعاون کے ساتھ اور مشورے کے ساتھ چلنے والا صدر جماعت اور امیر جماعت کو ہونا چاہئے۔ اور اسی طرح باقی عہدیداران بھی اپنے اپنے دائرے میں مربی کے ساتھ تعاون کرنے والے ہوں۔ اور مربی بھی کامل عاجزی اور تقویٰ کے ساتھ صدر جماعت یا امیر جماعت سے بھرپور تعاون کرے۔

مقصد تو ہمارا ایک ہے کہ افراد جماعت کی تعلیم و تربیت، نظام جماعت کا احترام قائم کرنا، خلافت سے وابستگی پیدا کرنا اور توحید کا قیام کرنا۔ اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں پھیلانا۔ اس میں حدود اور اختیارات کا کیا سوال ہے۔ آپس میں ایک ہو کر کام کرنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 10؍ مارچ 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- غیرتِ اسلامی کو اپیل (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بے عمل خطیب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج والی رات میں نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبریل؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے وہ خطیب ہیں جو لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے لیکن اپنے آپ کو بھول جاتے۔ حالانکہ وہ خود کتاب کی تلاوت کرتے۔

(مسند احمد بن حنبل)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

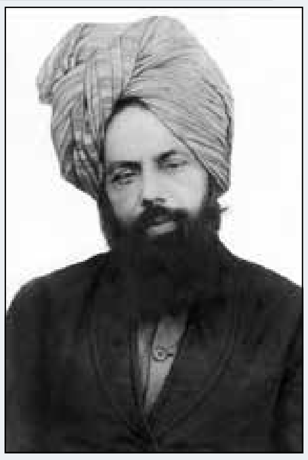

تین باتوں میں ہمارے واعظ کامل ہونے چاہئیں

یہ امر بہت ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے واعظ تیار ہوں لیکن اگر دوسرے واعظوں اور ان میں کوئی امتیاز نہ ہو تو فضول ہے۔ یہ واعظ اس قسم کے ہونے چاہئیں جو پہلے اپنی اصلاح کریں اور اپنے چلن میں ایک پاک تبدیلی کر کے دکھائیں۔ تا کہ ان کے نیک نمونوں کا اثر دوسروں پر پڑے عملی حالت کا عمدہ ہونا یہ سب سے بہترین وعظ ہے۔ جو لوگ صرف وعظ کرتے ہیں مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے وہ دوسروں پر کوئی اچھا اثر نہیں ڈال سکتے۔ بلکہ اُن کا وعظ بعض اوقات اباحت پھیلانے والا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سننے والے جب دیکھتے ہیں کہ وعظ کہنے والا خود عمل نہیں کرتا تو وہ ان باتوں کو بالکل خیالی سمجھتے ہیں۔ اس لیے سب سے اوّل جس چیز کی ضرورت واعظ کو ہے وہ اُس کی عملی حالت ہے۔ دوسری بات جو اُن واعظوں کے لیے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ان کو صحیح علم اور واقفیت ہمارے عقائد اور مسائل کی ہو۔ جو کچھ ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں اس کو انہوں نے پہلے خود اچھی طرح پر سمجھ لیا ہو اور ناقص اور ادھورا علم نہ رکھتے ہوں کہ مخالفوں کے سامنے شرمندہ ہوں۔ اور جب کسی نے کوئی اعتراض کیا تو گھبرا گئے کہ اب اس کا کیا جواب دیں۔ غرض علم صحیح ہونا ضروری ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ ایسی قوت اور شجاعت پیدا ہو کہ حق کے طالبوں کے واسطے ان میں زبان اور دل ہو۔ یعنی پوری دلیری اور شجاعت کے ساتھ بغیر کسی قسم کے خوف و ہراس کے اظہارِ حق کے لیے بول سکیں اور حق گوئی کے لیے ان کے دل پر کسی دولتمند کا تمول یا بہادر کی شجاعت یا حاکم کی حکومت کوئی اثر پیدا نہ کر سکے۔ یہ تین چیزیں جب حاصل ہو جائیں تب ہماری جماعت کے واعظ مفید ہو سکتے ہیں۔

یہ شجاعت اور ہمت ایک کشش پیدا کرے گی کہ جس سے دل اس سلسلہ کی طرف کھچے چلے آئیں گے۔ مگر یہ کشش اور جذب دو چیزوں کو چاہتی ہے جن کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتی۔ اوّل پورا علم ہو۔ دوم تقویٰ ہو۔ کوئی علم بدُوں تقویٰ کے کام نہیں دیتا ہے۔ اور تقویٰ بدوں علم کے نہیں ہوسکتا۔ سنّت اللہ یہی ہے جب انسان پورا علم حاصل کرتا ہے تو اسے حیا اور شرم بھی دامنگیر ہو جاتی ہے۔ پس ان تینوں باتوں میں ہمارے واعظ کامل ہونے چاہئیں۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 369 تا 370 ۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

دربارِ خلافت

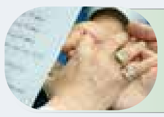

مجددیت اب اُس خاتم الخلفاء اور آخری ہزار سال کے مجدد کے ظہور کے بعد اُس کے ظلّ کے طور پر ہوگی اور حقیقی ظلّ جو ہے وہ نظامِ خلافت ہے۔ اور وہی تجدیدِ دین کا کام کر رہی ہے اور کرے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خلافت کو مقام دیا ہے کہ وہ علیٰ منہاج نبوت ہوگی۔ مجددیت کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ اور جو حدیث ہے مجدد کے بھیجے جانے کے متعلق اُس کے الفاظ یہ ہیں۔حضرت ابوہریرہؓ سے یہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایسا مجدد بھیجے گا جو اُس اُمت کے دین کی تجدید کرے گا۔ (سنن أبي داوٗد کتاب الملاحم باب ما یذکر فی قرن المائۃ حدیث 4291)

اب یہاں ترجمے میں تو انہوں نے واحد کا صیغہ استعمال کیا ہے لیکن یہاں کئی لوگ بھی ہو سکتے ہیں، کیونکہ عربی دان کہتے ہیں مَنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا میں مَنْ جو ہے اس میں جمع کا صیغہ بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ تو جو اُمت کے دین کی تجدید کرے گا یعنی اُمت میں جو بگاڑ پیدا ہو گیا ہوگا اُس کی اصلاح کرے گا اور دین کی رغبت اور اُس کے لئے قربانی کو بڑھائے گا۔ اب ہر صدی کے سر پر مجدد کہا ہے، یا ہر صدی میں مجدد کہا ہے، یا مجدد دین کا کہا ہے تو اس کو اگر خلافت علیٰ منہاج نبوت والی حدیث سے ملا کر پڑھیں تو اُس میں پہلے نبوت، پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت کا بیان فرمایا۔ پھر اس نعمت کے اُٹھ جانے کے بعد بادشاہت کا، ایذا رسان بادشاہت ہے۔ اب جب تک خلافت علیٰ منہاج نبوت تھی پھر اُس کے بعد صحابہ بھی زندہ رہے، بلکہ تابعین بھی رہے، تبع تابعین بھی زندہ رہے، ایک صدی گزر گئی، دین میں اتنا بگاڑ پیدا نہیں ہوا تھا۔ اُس وقت تک مجدد کے لئے نہیں کہا۔ صدی گزرنے کے بعد فرمایا کہ مجدد پیدا ہوگا۔ کیونکہ مجدد دین کی پہلی صدی میں ضرورت نہیں تھی۔ مجدد آنے کی پیشگوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو سال گزرنے کے بعد کی فرمائی ہے۔ گویا یہ ایک لحاظ سے خلافت کے ختم ہونے کی پیشگوئی بھی تھی اور بدعات کے اسلام میں داخل ہونے کی پیشگوئی بھی تھی کہ زیادہ کثرت سے بدعات داخل ہو جائیں گی مختلف فرقے بن جائیں گے۔ گو یہ بدعت ایسی چیز تھی جس کی اصلاح کے لئے مجدد دین نے پیدا ہونا تھا اور پھر یہ مجدد دین کا سلسلہ اس اصلاح کے لئے شروع ہوا۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی لکھا ہے تاریخ بھی ثابت کرتی ہے کہ ایک ایک وقت میں کئی کئی مجدد دین ہوئے۔ لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں مسیح موعود اور عظیم الشان مجدد اور آخری ہزار سال کے مجدد کے آنے کی خوشخبری دی تو پھر دوبارہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کی خوشخبری دی۔ پھر آپ نے خاموشی فرمائی۔ پس مجددیت کی ضرورت جس نے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی پا کر اپنے محدود دائرے میں تجدیدِ دین کرنی ہے یا کرنی تھی تو وہ اُس وقت تک تھی جب تک کہ مسیح موعود کا ظہور نہ ہوتا۔ جب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور ہو گیا جو چودھویں صدی کے مجدد بھی ہیں اور آخری ہزار سال کے مجدد بھی ہیں تو پھر اُس نظام نے چلنا تھا جو خلافت علیٰ منہاج نبوت کا نظام ہے۔ اور جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ وہ زبردست قدرت ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی طرف مختلف روحوں کی رہنمائی بھی فرماتا رہتا ہے۔ اُن لوگوں کو جن کا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ مختلف مذہبوں سے تعلق رکھنے والے ہیں، رؤیا میں اُن کو خلفاء کو دکھا کر اس بات کی تائید فرماتا ہے کہ اب نظامِ خلافت ہی اصل نظام ہے اور اس کے ساتھ جُڑ کر ہی تجدیدِ دین کا کام سرانجام پانا ہے۔ کیونکہ نہ ہی قرآنِ کریم میں اور نہ ہی حدیث میں کہیں مجددوں کا ذکر ملتا ہے ہاں خلافت کا ذکر ضرور ملتا ہے جس کا گزشتہ جمعہ سے پہلے 27 مئی کے خطبہ میں جیسا کہ مَیں نے کہا مَیں نے آیتِ استخلاف کے حوالے سے ذکر بھی کیا تھا۔

پس مجددیت اب اُس خاتم الخلفاء اور آخری ہزار سال کے مجدد کے ظہور کے بعد اُس کے ظلّ کے طور پر ہوگی اور حقیقی ظلّ جو ہے وہ نظامِ خلافت ہے۔ اور وہی تجدیدِ دین کا کام کر رہی ہے اور کرے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

پس اس بحث میں پڑنے کی بجائے کہ اگلی صدی کا مجدد کب آئے گا اور آئے گا کہ نہیں آئے گا یا آسکتا ہے یا نہیں آسکتا ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی پر پختہ یقین پیدا کرتے ہوئے آپ کے مشن کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اپنی اصلاح کی طرف نظر رکھنے کی بھی ضرورت ہے اور اپنی نسلوں کی اصلاح کی طرف نظر رکھنے کی بھی ضرورت ہے۔ اپنے آپ کو بھی بدعات سے بچانے کی ضرورت ہے اور اپنی نسلوں کو بھی بدعات سے بچانے کی ضرورت ہے۔ حقیقی اسلامی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے کی ضرورت ہے اور اُسے پھیلانے کی ضرورت ہے۔ اس زمانے میں اشاعت کا کام مختلف ذریعوں سے بھی ہو رہا ہے۔ کتابوں کی رسالوں کی صورت میں بھی اور ٹی وی چینل کے ذریعے سے بھی، اور اسی وجہ سے ہمارے اوپر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ اس کام کو آگے بڑھائیں۔ اس کام کو بجالانے کی طرف ہمیں بھرپور توجہ دینی چاہئے۔ اسلام میں جو بدعات اور غلط تعلیمات داخل ہو گئی ہیں اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُور فرمایا ہے اور خلافتِ احمدیہ اسی کام کو آگے بڑھانے کے لئے کوشاں ہے۔ پس اس طرف ہر احمدی کو بھی پوری طرح توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ابھی کل یا پرسوں کی ڈاک میں مَیں دیکھ رہا تھا کہ ایک عرب نے لکھا کہ مُلّاؤں کے عمل اور مختلف قسم کی بدعات اور غلط تعلیمات اور نظریات سے میرا دل بے چین تھا، اتفاق سے مجھے ایم۔ ٹی۔ اے کا چینل مل گیا اُس پر اسلام کی حقیقی تعلیمات دیکھیں، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں پتہ چلا کہ وہ وفات یافتہ ہیں نہ کہ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں تو پھر یہ باتیں سُن کر دل کو تسلی ہوئی۔ لکھنے والے لکھتے ہیں کہ کیونکہ میرا دل پہلے ہی اس بات کو نہیں مانتا تھا کہ کوئی شخص دو ہزار سال سے زندہ آسمان پر موجود ہو۔ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ پس مَیں جماعت میں شامل ہوتا ہوں۔ تو یہ چیزیں ہیں جو اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے دنیا کو پتہ لگ رہی ہیں۔ سو سال کا عرصہ گزرنے کے بعد کوئی نئے مجدد کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اب پورا ایک ہزار سال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی مجدد ہیں جس کا آپ نے خود ذکر فرمایا ہے۔ اور اس کے لئے ہمیں آپ کا بھرپور دست و بازو بننے کی ضرورت ہے تا کہ اصل تعلیم کو دنیا کے سامنے نکھار کر پیش کریں۔ اس زمانے کے امام اور مسیح و مہدی اور مجدد الفِ آخر کو اللہ تعالیٰ نے یہ سامان مہیا فرما دیئے ہیں۔ ہم نے صرف دنیا کی تربیت کے لئے اُن کو آگے پہنچانا ہے۔ اس لئے ہر وہ شخص جو اس خوبصورت تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے میں کوشاں ہوگا اور پھیلانے کی طرف توجہ دے رہا ہے آپ کا اور آپ کی خلافت کا سلطانِ نصیر بن رہا ہے اور وہ تجدید کا ہی کام کر رہا ہے۔ پس ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ اس کام کو ہم آگے بڑھانے والے ہوں اور اسلام کی فتح کے نظارے دیکھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 10 جون 2011ء بحوالہ الاسلام)

غیرتِ اسلامی کو اپیل

کیوں نہیں لوگو! تمہیں حق کا خیال
دل میں اُٹھتا ہے مرے سَو سَو اُبال

اس قدر کِین و تعصّب بڑھ گیا
جس سے کچھ ایماں جو تھا وہ سڑ گیا

کیا یہی تقویٰ یہی اسلام تھا
جس کے باعث سے تمہارا نام تھا

حقیقۃ الوحی صفحہ 119 مطبوعہ 1907ء

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 04/ جون 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

صلح حدیبیہ کے موقعے پر مسلمانوں اور قریش میں جو معاہدہ ہوا اس پر حضرت عمرؓ کے بھی دستخط تھے۔
جب سورۂ فتح نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کو بلوایا اور فرمایا کہ مجھ پر ابھی ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔
حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یہ صلح کیا واقعی اسلام کی فتح ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! یقیناً یہ ہماری فتح ہے

پانچ مرحومین: مکرم ملک محمد یوسف سلیم صاحب انچارج شعبہ زود نویسی، مکرم شعیب احمد صاحب واقفِ زندگی قادیان، مکرم مقصود احمد صاحب بھٹی مبلغ سلسلہ قادیان، مکرم جاوید اقبال صاحب فیصل آباد اور مکرمہ مدیحہ نواز صاحبہ اہلیہ نواز احمد صاحب مربی سلسلہ گھانا کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 04/ جون 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت عدیل طیب صاحب کے حصے میں آئی۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گذشتہ خطبات میں حضرت عمرؓ کا ذکر ہو رہا تھا اور غزوات و سرایا کا ذکر تھا۔ غزوہ حمراء الاسد کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد کے بعد جب قریش نے مکّے کی راہ لی تو راستے میں ان کے درمیان یہ گرما گرم بحث چھڑ گئی کہ اس فتح سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مدینے پر حملہ کر دیا جائے۔ جوشیلے لوگوں کی ترغیب کے تابع لشکرِ قریش مدینے کی طرف لوٹنے کے لیے تیار ہوگیا۔ جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو موصول ہوئی تو آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو مشورے کے لیے بلایا، دونوں نے لشکرِ قریش کے تعاقب کا مشورہ دیا۔ آنحضور ﷺ نے فوراً اعلان فرمایا کہ احد میں شریک ہونے والے مسلمان تیار ہوجائیں چنانچہ احد کے زخمی مجاہدین نہایت خوشی کے ساتھ اپنے آقا کی سربراہی میں روانہ ہوئے۔ آٹھ میل کا فاصلہ طے کرکے آپؐ حمراء الاسد پہنچے اور مختلف مقامات پر آگ روشن کرنے کا حکم دیا۔ رات کے اندھیرے میں روشن ہونے والی پانچ سَو آگیں دُور سے دیکھنے والوں کے دلوں کو مرعوب کرتی تھیں۔ اسی موقعے پر قبیلہ خزاعہ کا معبد نامی مشرک رئیس آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مقتولینِ احد کے متعلق اظہارِ ہمدردی کی۔ دوسرے دن وہ ابوسفیان سے ملا اور اسے مسلمانوں کے بلند حوصلے سے آگاہ کیا۔ معبد کی باتوں کا ابوسفیان اور دیگر قریش پر ایسا رعب پڑا کہ انہوں نے مکّہ واپس لوٹنے میں ہی عافیت جانی۔

غزوۂ بنو مصطلق شعبان پانچ ہجری میں ہوا۔ اس کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ قریش کی فتنہ انگیزی کے سبب قبیلہ خزاعہ کی شاخ بنو مصطلق نے مدینے پر چڑھائی کی تیاری شروع کر دی۔ یہ خبر ملنے پر حضور ﷺ نے ایک صحابی بریدہ بن حصیب کو دریافتِ حال کے لیے بھجوایا جنہوں نے واپس آکر اس خبر کی تصدیق کی۔ آنحضور ﷺ نے یہ خبر ملنے پر لشکر کو تیاری کا حکم دیا چنانچہ بہت سے صحابہ اور بڑی تعداد میں منافقین بھی حضور ﷺ کے ساتھ شامل ہوگئے۔ راستے میں کفار کا ایک جاسوس ملا جس سے حالات وغیرہ دریافت کرنے کی کوشش کی گئی مگر اس نے بتانے سے انکار کیا تو جنگی قوانین کے تحت حضرت عمرؓ نے اس کو قتل کر دیا۔ بنو مصطلق کا ارادہ تو مدینے پر اچانک حملے کا تھا چنانچہ جب انہیں مسلمانوں کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ بہت خائف ہوئے، اسی طرح خدائی تصرف کے تحت اُن کے حلیف قبائل بھی اُن کا ساتھ چھوڑ گئے۔ لیکن بنو مصطلق کو قریش نے مسلمانوں کی دشمنی کا ایسا نشہ پلا رکھا تھا کہ وہ پھر بھی جنگ سے باز نہ آئے۔ جنگ شروع ہوئی تو آنحضور ﷺ کی حسنِ تدبیر کے نتیجے میں دس کفار اور ایک مسلمان کے قتل پر بنو مصطلق محصور ہوکر ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہوگئے۔

غزوۂ بنو مصطلق سے واپسی پر مہاجروں میں سے کسی آدمی نے ایک انصاری کی پیٹھ پر مارا جس پر دونوں افراد نے اپنے اپنے گروہ کو مدد کے لیے پکارا۔ جب آنحضور ﷺ تک یہ معاملہ پہنچا تو آپؐ نے اسے فضول اور گندی بات قرار دے کر معاملہ ختم کرا دیا۔ لیکن عبداللہ بن ابی نے یہ کہہ کر کہ انہوں نے تو ایسا کرلیا یعنی مہاجر نے تو انصار کو مار لیا لیکن ہم مدینہ لوٹے تو ضرور معزز ترین شخص (نعوذ باللہ) ذلیل ترین شخص کو وہاں سے نکال دے گا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن ابی کو قتل کرنے کی اجازت چاہی تاہم آنحضور ﷺ نے اجازت نہ دی۔ بعد میں جب عبداللہ بن ابی کا نفاق اور اسلام سے عداوت کھل گئی تو آنحضور ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اگر اس وقت مَیں اس کو قتل کرا دیتا تو لوگ ناک منہ چڑھاتے لیکن اب اگر انہی لوگوں کو میں اس کے قتل کا حکم کروں تو وہ خود اس کو قتل کر دیں گے۔

جب رسول خدا ﷺ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی نمازِ جنازہ پڑھانے لگے تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو منافقین کی نمازِ جنازہ سے منع کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ مَیں استغفار کروں یا نہ کروں۔ پس آپؐ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ تاہم بعد میں اللہ تعالیٰ کے کلیۃً منع فرما دینے کے بعد آپؐ نے منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھانا ترک کر دیا۔

غزوۂ خندق کے روز نبی کریم ﷺ اور صحابہ کتنی نمازیں نہیں پڑھ سکے تھے اس بارے میں متفرق روایات ملتی ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے تمام روایات کو ضعیف قرار دیتے ہوئے صرف ایک روایت کو درست قرار دیا ہے۔ چنانچہ پادری فتح مسیح کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں کہ ’’فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ ایک نماز یعنی صلوٰۃ العصر معمول سے تنگ وقت میں ادا کی گئی تھی۔‘‘

صلح حدیبیہ کے موقعے پر آنحضور ﷺ نے سفارت کے لیے حضرت عمرؓ کو اشرافِ قریش کے پاس بھجوانا چاہا تو آپؓ نے حضرت عثمانؓ کا نام تجویز کرتے ہوئے عرض کیا کہ وہ قریش کے نزدیک مجھ سے زیادہ معزز ہے چنانچہ آنحضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کی تجویز کو قبول فرمایا۔

جب صلح حدیبیہ کی شرائط لکھی جا رہی تھیں تو قریشِ مکہ کے سفیر سہیل کا لڑکا ابوجندل بیڑیوں اور ہتھکڑیوں میں جکڑا ہوا وہاں پہنچا۔ اس وقت سہیل یہ شرط لکھا رہا تھا کہ ہر شخص جو مکہ والوں میں سے مسلمانوں کی طرف آئے گا اسے واپس لوٹا دیا جائے گا۔ آنحضور ﷺ نے سہیل سے کہا کہ ابھی تو معاہدہ تکمیل کو نہیں پہنچا لیکن سہیل نہ مانا، پھر آپؐ نے فرمایا کہ مروّت اور احسان کے طور پر ہی ابوجندل کو ہمیں دے دو لیکن سہیل نے صاف انکار کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے ابوجندل کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا کی طرف نظر رکھو۔ مسلمانوں کے لیے یہ نظارہ بڑا تکلیف دہ تھا آخر حضرت عمرؓ سے نہ رہا گیا اور آپؓ نے کانپتی ہوئی آواز میں رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ کیا آپؐ خدا کے برحق رسول نہیں؟ کیا ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟ پھر ہم یہ ذلت کیوں برداشت کر رہے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مَیں خدا کا رسول ہوں اور اس کی منشا کو جانتا ہوں اور اس کے خلاف نہیں چل سکتا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عمرؓ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ عمر! سنبھل کر رہو اور رسول اللہ ﷺ کی رکاب پر جو ہاتھ تم نے رکھا ہے اسے ڈھیلا نہ ہونے دو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ خلافت سے قبل اپنی جلسہ سالانہ کی تقریر میں فرماتے ہیں کہ درد و کرب کی وہ چیخ جو سوال بن کر حضرت عمرؓ کے دل سے نکلی، دوسرے بہت سے سینوں میں گھٹی ہوئی تھی۔ حضرت عمرؓ سے اظہار کی جرأت کی ایسی چوک ہوگئی کہ بعد ازاں عمر بھر آپؓ اس سے پشیمان رہے۔ بہت روزے رکھے، بہت عبادتیں کیں، بہت صدقات دیے اور استغفار کرتے رہے۔ آپؓ ہمیشہ حسرت سے یہی کہا کرتے کہ کاش مَیں نے آنحضور ﷺ سے وہ سوال نہ کیا ہوتا۔

صلح حدیبیہ کے موقعے پر مسلمانوں اور قریش میں جو معاہدہ ہوا اس پر حضرت عمرؓ کے بھی دستخط تھے۔ حدیبیہ سے واپسی پر جب سورۃ الفتح کی آیات نازل ہوئیں تو مسلمان حیران ہوئے کہ ہم بظاہر ناکام ہوکر واپس جا رہے ہیں اور خدا تعالیٰ ہمیں فتح کی مبارک باد دے رہا ہے۔ جب یہ باتیں رسول اللہ ﷺ تک پہنچیں تو آپؐ نے فرمایا کہ غور کیا جائے تو واقعی حدیبیہ کی صلح بڑی بھاری فتح ہے۔ وہ قریش جو ہمارے خلاف میدانِ جنگ میں اترے ہوئے تھے انہوں نے خود جنگ کو ترک کرکے امن کا معاہدہ کرلیا ہے اور آئندہ سال ہمارے لیے مکّہ کے دروازے کھول دینے کا وعدہ کیا ہے۔ آنحضور ﷺ کی تقریر سے قبل حضرت عمرؓ بھی بڑے پیچ و تاب میں تھے چنانچہ کئی بار اس بارے میں حضور ﷺ سے سوال کرنا چاہا مگر آپؐ خاموش رہے۔ جب سورۂ فتح نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کو بلوایا اور فرمایا کہ مجھ پر ابھی ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یہ صلح کیا واقعی اسلام کی فتح ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! یقیناً یہ ہماری فتح ہے۔

حضرت عمرؓ کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا:

1۔ مکرم ملک محمد یوسف سلیم صاحب انچارج شعبہ زود نویسی جو 86 برس کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو کسرِ صلیب کانفرنس 1978ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور 1983ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ہم راہ آسٹریلیا، فجی اور سنگاپور کے دورے کا موقع ملا۔

2۔ مکرم شعیب احمد صاحب واقفِ زندگی قادیان جو 56 سال کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو بطور انچارج دفتر علیا، ناظر بیت المال خرچ، ناظم وقفِ جدید مال، افسر جلسہ سالانہ اور صدر خدام الاحمدیہ بھارت کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔

3۔ مکرم مقصود احمد صاحب بھٹی مبلغ سلسلہ قادیان جو 18/ مئی کو باون سال کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ 2017ء سے وفات تک مرحوم کو بطور مرکزی قاضی خدمت کی بھی توفیق ملی۔

4۔ مکرم جاوید اقبال صاحب فیصل آباد جو چھیاسٹھ برس کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو خدمتِ دین کا جنون کی حد تک شوق تھا۔

5۔ مکرمہ مدیحہ نواز صاحبہ اہلیہ نواز احمد صاحب مربی سلسلہ گھانا جو 16/ اپریل کو 36 برس کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ بے حد حوصلہ مند، صابرہ اور جذبۂ ایثار سے سرشار خاتون تھیں۔

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لیے دعا کی۔

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 14/ مئی 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

اے دل تو نیز خاطر اینان نگاہ دار
کآخر کنند دعوئے حُبِّ پیمبرم

عوام الناس تو شاید کم علمی کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ واقعہ میں احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعوذ باللہ توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں

ہم نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ انہی میں سے قطرات محبت ٹپکتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ان شاء اللہ ٹپکیں گے

تم ساری دنیا کو چند دن کے لیے دھوکا دے سکتے ہو یا تم کچھ لوگوں کو ہمیشہ کے لیے دھوکا دے سکتے ہو۔ لیکن تم ساری دنیا کو ہمیشہ کے لیے دھوکا نہیں دے سکتے۔ سچائی آہستہ آہستہ کھل کر سامنے آ جاتی ہے

پس ہمارا کام دعا کرنا ہے اور صبر کرنا ہے اور یہی بہترین ذریعہ ہے جو اِنْ شَاءَاللّٰہ تعالیٰ ہمیں کامیابی بھی عطا فرمائے گا

ہمارا کام یہی ہے کہ ایک مسلمان کے لیے اپنے خیالات اور اپنے احساسات کو صاف رکھیں۔ ان کے لیے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ جلد ان کی آنکھیں کھولے اور یہ زمانے کے امام کو ماننے اور پہچاننے والے بن جائیں

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

گذشتہ دنوں ایک مولوی صاحب سوشل میڈیا پر فرما رہے تھے کہ دنیا میں کہیں بھی فساد اور لڑائی ہو رہی ہے اس کی وجہ قادیانی ہیں بلکہ فلسطین کے فساد کی بھی وہ ذمہ داری قادیانیوں پہ، احمدیوں پہ ڈال رہے تھے۔ اور پھر آگے جس طرح ان لوگوں کا طریقہ کار ہے، جس طرح عام طور پر کہا کرتے ہیں کہ اس لیے احمدیوں کے ساتھ یہ سلوک کرو، وہ سلوک کرو اور ان کو قتل کرنا، ان کو مارنا ہر چیز جائز ہے۔ بہرحال یہ ان کا طریقہ ہے یہ ان کی باتیں ہیں اور جب سے احمدیت کی ابتدا ہوئی ہے یہی باتیں یہ لوگ کرتے رہے ہیں جو ائمۃ الکفر کہلاتے ہیں۔ لیکن خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم اس مسیح و مہدی کے ماننے والے ہیں جس نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ان کی یہ خرافات سن کر، دل آزاری والی باتیں سن کر اور نہ صرف یہ باتیں بلکہ ان کی عملی کوششیں بھی دیکھ کر، ان کا بھی سامنا کر کے صبر اور دعا سے تم نے کام لینا ہے۔ یہ ائمۃ الکفر ہیں جنہوں نے معصوم مسلمانوں کو جماعت احمدیہ کے بارے میں غلط باتیں پھیلا کر بھڑکایا ہوا ہے۔ عوام الناس تو شاید کم علمی کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ واقعہ میں احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعوذ باللہ توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں اس لیے ان کے ساتھ یہ سلوک ضرور ہونا چاہیے، جو مولوی کہتا ہے وہ سچ کہتا ہے۔ یہ تو عوام الناس کی، عامۃ المسلمین کی حالت ہے لیکن جو علم رکھنے والے مولوی ہیں اور حقیقت میں علم رکھتے ہیں کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس کی کوئی ٹھوس بنیاد نہیں ہے اور صرف یہ لوگ فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ ان کے منبر سلامت رہیں اور ان کو کوئی ان کی جگہ سے نہ ہلائے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے۔ ہمارا کام تو جیسا کہ میں نے کہا دعا کرنا ہے اور جیسا کہ میں نے عید کے خطبہ میں بھی کہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ دشمن کے لیے بھی دعا کرو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 96)

ہم تو دعا کرنے والے ہیں اور دعا کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ یہ مخالفت کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے شروع ہے۔ آپؑ پر بھی حملے کیے جاتے تھے۔ آپؑ کی باتیں سننے کے لیے آنے والوں پر بھی حملے کیے جاتے تھے۔ بعض لوگ جو ویسے ہی جلسوں میں آ جاتے ہیں کہ دیکھیں کہتے کیا ہیں۔ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ مان بھی لیں گے لیکن ان مولویوں کو خطرہ ہوتا تھا کہ اگر انہوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتیں سن لیں تو یہ لوگ ان کی بیعت کر لیں گے۔ ان کو پتہ تھا کہ سچائی ان کے ساتھ ہے اس لیے روکتے تھے، نہ صرف روکتے تھے بلکہ حملے بھی کرتے تھے لیکن اس کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان لوگوں کے لیے دعا ہی کی جو روکنے والے تھے اور اس طرح سختیاں کرنے والے تھے۔ یہ دعاؤں ہی کا نتیجہ ہے کہ ان میں سے بعض ایسے ہیں جو باوجود مخالفت کے جماعت میں شامل ہوئے اور اب تک ہو رہے ہیں۔ پس ہم تو مولوی کے اس بیان کے باوجود بھی کوئی فضول گوئی کرنے یا ان کی زبان کو استعمال کرنے والے نہیں ہیں۔ ہم تو اس کے باوجود دعا ہی کرتے رہیں گے اور جیسا کہ ہم نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ انہی میں سے قطرات محبت ٹپکتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ان شاء اللہ ٹپکیں گے۔ عوام الناس کے لیے، عامۃ المسلمین کے لیے ہم ان لوگوں کی سخت باتیں سننے کے بعد بھی دعا کرتے ہیں۔ ان کی تکلیفوں پر ہمیں تکلیف ہوتی ہے اور اس کی وجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم ہی ہے۔ اور آپ کو اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی یہی تھا کہ ان کے یہ ظلم بھی غلط فہمی کی وجہ سے ہیں اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے ہیں جس کا یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ عمل کریں یا نہ کریں لیکن دعویٰ ضرور ہے اس لیے ان کے لیے بد دعا نہیں کرنی۔

اس بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں میں ابھی بچہ تھا۔ لاہور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دعوت سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ آپ جب بازار سے گزر رہے تھے تو لوگ چھتوں پر کھڑے ہو کر آپ کو گالیاں دیتے تھے اور کہتے تھے کہ مرزا دوڑ گیا۔ مرزا دوڑ گیا۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ شاید کسی جلسہ میں تقریر میں فساد ہوا تھا تو وہاں سے واپس آ رہے تھے۔ بہرحال کہتے ہیں اسی اثنا میں مَیں نے ایک بڈھے کو دیکھا جس کا ایک ہاتھ کٹا ہوا تھا اور تازہ تازہ ہلدی لگی ہوئی تھی۔ لگتا تھا کہ ہاتھ کو کٹے بھی ابھی کچھ تھوڑا عرصہ ہی ہوا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ بڈھا بھی اپنا تندرست ہاتھ کٹے ہوئے ہاتھ پہ مارتا جاتا تھا اور پنجابی میں کہہ رہا تھا کہ مرزا نٹھ گیا۔ مرزا نٹھ گیا۔ کہتے ہیں میں اس وقت اپنی عمر کے لحاظ سے حیران ہوتا تھا کہ آخر یہ کیوں کہتا ہے کہ مرزا نٹھ گیا۔ ایسا کیا واقعہ ہو گیا ہے؟ مجھے تو کوئی ایسی بات سمجھ نہیں آئی۔ پھر صرف اس لیے کہ مخالفت تھی اور مولویوں نے لوگوں کو بھڑکایا ہوا تھا اور جو ان کے دل میں آتی تھی وہ کہتے رہتے تھے چاہے بات کا پتہ ہو یا نہ پتہ ہو۔ بس بات کرنی تھی کر دی۔

اسی طرح ایک اَور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ لاہور شہر میں جا رہے تھے تو پیچھے سے کسی نے حملہ کیا اور آپ گر گئے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ ٹھوکر لگی لیکن گرے نہیں تھے۔ (سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از حضرت یعقوب علی عرفانی صاحبؓ صفحہ 442) اسی طرح لوگوں کو پتھراؤ کرتے بھی حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ہم نے دیکھا۔ پتھراؤ بھی کرتے تھے۔

غرض ان دنوں میں مخالفت بڑے زوروں پر تھی اور قدرتی طور پر جماعت کے بعض دوستوں کو بھی غصہ آ جاتا تھا کہ آخر یہ لوگ بلاوجہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا گو کہ ابھی تک کی معلومات کے مطابق یہ الہام اَور کسی روایت میں تو نہیں ملا لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے یہی فرمایا ہے کہ یہ الہام تھا۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شعر تو ہے کہ

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کاخر کنند دعوئے حُبِّ پیمبرمؐ

(ازالہ اوہام حصہ اول، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 182)

یعنی اے ہمارے مامور! یہ مسلمان جو تمہیں گالیاں دیتے ہیں، اگر یہ الہاماً ہے تو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ پھر بھی تُو ان کا لحاظ کر۔ آخر یہ تمہیں کیوں گالیاں دیتے ہیں، تمہیں مارنے کیوں دوڑتے ہیں اور تم پر حملہ آور کیوں ہوتے ہیں؟ یہ لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہی تمہیں مارتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں۔ اس لیے ان کا لحاظ رکھنا بڑا ضروری ہے۔ جس عشق کی وجہ سے یہ مار رہے ہیں، وہ جس وجہ سے مار رہے ہیں، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں اس لیے اس غلط فہمی کی وجہ سے ہو یا جو بھی وجہ ہے تم ان کا لحاظ کرو۔ بددعا نہ کرو۔

غرض ہماری جو مخالفت ہوتی ہے تو تمہیں یہ دیکھنا چاہیے کہ اس کے پیچھے کیا بات ہے۔ کیا یہ لوگ جو ہمیں گالیاں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری چائے جو ہے وہ شراب سے بھی بدتر ہے اور شراب پینا جائز ہو سکتا ہے لیکن احمدیوں کی چائے پینی جائز نہیں ہو سکتی۔ حضرت مصلح موعودؓ یہ بیان کر کے فرماتے ہیں کہ اگر انہیں پتہ لگ جائے کہ میرے اندر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا جو شعلہ جل رہا ہے وہ ان کے لاکھوں لاکھ کے اندر بھی نہیں جل رہا تو آپؓ نے فرمایا وہ فوراً تمہارے، احمدیوں کے قدموں میں گر جائیں گے۔ یہ لوگ مخالفت اسی لیے کرتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہیں۔ یہ مخالفت بعض غلط فہمیوں کے نتیجہ میں ہے۔

پھر اپنی تفصیل بیان کرنے کے بعد آپؓ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ اگر لوگ مخالفتیں کرتے ہیں اور مجھے یا بانی سلسلہ احمدیہ کو یا تمہیں برا بھلا کہتے ہیں تو جماعت کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ تمہارے بھائی ہیں اور کسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ پس تم بجائے ناراض ہونے کے دعائیں کرو اور ان مخالفت کرنے والوں کو اصل حقیقت سے واقف کرو۔ جب تم انہیں اصل حقیقت سے واقف کر دو گے تو انہیں پتہ لگ جائے گا کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن نہیں بلکہ آپؐ کے سچے عاشق ہیں اور وہی لوگ جو ہمیں مارنے پر آمادہ ہیں ہماری خاطر مرنے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔

(ماخوذ از بھیرہ کی سرزمین میں ایک نہایت ایمان افروز تقریر، انوار العلوم جلد 22 صفحہ 84 تا 86)

بہرحال ہمیں اپنے مخالفین کے لیے دعا کرنی چاہیے جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی ہمیں سکھایا ہے کہ دعائیں کرو۔ انہی میں سے قطراتِ محبت ٹپکتے ہیں، انہی میں سے لوگ ایمان لائیں گے۔

حضرت مصلح موعودؓ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں چوبارے میں رہتا تھا یعنی اوپر کی منزل میں رہتا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مکان کے نچلے حصہ میں رہتے تھے کہ ایک رات نچلے حصہ سے مجھے اس طرح رونے کی آواز آئی جیسے کوئی عورت دردِزہ کی وجہ سے چلّاتی ہے۔ مجھے تعجب ہوا اور میں نے کان لگا کر آواز کو سنا تو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کر رہے تھے اور آپؑ کہہ رہے تھے کہ اے خدا! طاعون پڑی ہوئی ہے اور لوگ اس کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ اے خدا! اگر یہ سب لوگ مر گئے تو تجھ پر ایمان کون لائے گا۔ دوسری جگہ واقعہ تو یہی ہے لیکن حوالہ یہ ہے کہ ساتھ کی کوٹھڑی میں تھے اور دروازے سے آواز آ رہی تھی۔ بہرحال واقعہ یہی بیان ہوا ہے جو آپؓ بیان کر رہے ہیں۔ آپؑ دعا کر رہے تھے کہ اگر یہ لوگ مر گئے تو تجھ پر ایمان کون لائے گا؟ اب دیکھو طاعون وہ نشان تھا جس کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ طاعون کے نشان کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں سے بھی پتہ لگتا ہے لیکن جب یہ طاعون آتی ہے تو وہی شخص جس کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لیے وہ آتی ہے خدا تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے اللہ! اگر یہ لوگ مر گئے تو تجھ پر ایمان کون لائے گا؟ پس مومن کو عام لوگوں کے لیے بددعا نہیں کرنی چاہیے کیونکہ وہ انہی کے بچانے کے لیے کھڑا ہوتا ہے۔ عام لوگوں کو بچانا ہی ایک مومن کا کام ہے۔ اگر وہ ان کے لیے بددعا کرے گا تو بچائے گا کس کو؟ پھر تو مر گئے سارے اگر دعا قبول ہوتی ہے۔

احمدیت قائم ہی اس لیے ہوئی ہے کہ وہ اسلام کو بچائے۔ احمدیت قائم ہی اس لیے ہوئی ہے کہ وہ مسلمانوں کو بچائے۔ انسان کی عظمت انہیں واپس دلائے۔ پس جن لوگوں کو اعلیٰ مقام پر پہنچانے کے لیے ہمیں کھڑا کیا گیا ہے ان کے لیے ہم بددعا کیسے کر سکتے ہیں؟ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ آخر تم سے زیادہ خدا تعالیٰ کی غیرت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا نے اپنے الہام میں وہی فرمایا کہ

اے دل تو نیز خاطرِ ایناں نگاہ دار
کاخر کنند دعوئے حُبِّ پیمبرمؐ

اس میں خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل کو مخاطب کرتے ہوئے آپؑ کے منہ سے کہلاتا ہے۔ آپؓ نے بھیرہ میں غالباً یہ تقریر کی تھی اس میں فرمایا تھا۔ اس شعر کو بیان کرتے ہوئے یہ دوبارہ ایک اَور واقعہ ہے۔ پہلے اَور واقعہ تھا۔ لاہور کا تھا، یہ بھیرے کا ہے۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل کو مخاطب کرتے ہوئے آپؑ کے منہ سے کہلاتا ہے کہ اے میرے دل! تُو ان لوگوں کے خیالات اور جذبات اور احساسات کا خیال رکھا کر تا ان کے دل میلے نہ ہوں۔ یہ نہ ہو کہ تُو تنگ آ کر بددعا کرنے لگ جائے۔ آخر ان کو تیرے رسولؐ سے محبت ہے اور وہ اسی محبت کی وجہ سے ہے جو انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ تجھے گالیاں دیتے ہیں، یہ جو گالیاں تجھے دیتے ہیں وہ اسی وجہ سے ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ان کو محبت ہے۔ یہ اس کی وجہ ہے۔ یہی اصل چیز ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے مخالفوں میں سے ایک حصہ ناواجب مخالفت کر رہا ہے لیکن ایک حصہ محض ان کے جال میں پھنس گیا ہے۔ اس لیے وہ ہماری مخالفت کرتا ہے۔ اور پاکستان میں تو جو اکثریت ہے یا دنیا کے اَور ملکوں میں بھی وہ ان کے جال میں پھنسی ہوئی ہے۔ گویا ان کی مخالفت ہمارے آقا کی محبت کی وجہ سے ہے۔ جب ان پر یہ بات کھل جائے گی کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے ہیں تو وہ کہیں گے کہ یہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم کرنے والے ہیں۔ ان کی مدد کرو۔ یہ دن ضرور آئے گا۔ ان شاء اللہ۔ آخر غلط فہمیاں کب تک جائیں گی!

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک انگریز مصنف ہے اس نے لکھا ہے کہ تم ساری دنیا کو تو صرف چند دن کے لیے دھوکا دے سکتے ہو، کچھ لوگوں کو ہمیشہ کے لیے دھوکا دے سکتے ہو۔ بالکل ٹھیک ہے لیکن تم ساری دنیا کو ہمیشہ کے لیے دھوکا نہیں دے سکتے۔ یعنی یہ ممکن ہے کہ سو فیصد لوگ چند دن کے لیے گمراہ ہو جائیں یا دس آدمی ہمیشہ کے لیے گمراہ ہو جائیں لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ ساری دنیا ہمیشہ کے لیے گمراہ ہو جائے۔ حقیقت بھی یہی ہے۔ سچائی آہستہ آہستہ کھل کر سامنے آ جاتی ہے اور اب یہی ہم دیکھتے ہیں کہ وہی لوگ جو لوگوں کے دھوکے میں آئے، لوگوں کی باتیں سنیں آخر کار انہی میں سے احمدی ہو رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی تعداد جو بڑھ رہی ہے وہ کہاں سے بڑھ رہی ہے؟ انہی لوگوں میں سے بڑھ رہی ہے جو پہلے مخالفین کے ساتھ تھے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 33 صفحہ 221 تا 223 خطبہ جمعہ فرمودہ 18 جولائی 1952ء)

پس یہ مخالفت ان شاء اللہ ایک روز ختم ہو جائے گی اور انہی میں سے لوگ آ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہوں گے۔ کئی لوگ مجھے بھی لکھتے ہیں۔ آج کل بھی لکھتے ہیں کہ مخالفت کے بعد جب ہمیں کہا گیا کہ دعا کرو یا لٹریچر پڑھو۔ جب ہم نے دعا کی اور لٹریچر پڑھا تو حقیقت کھلی اور اب ہم بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ اور وہ بیعت کر کے سلسلہ میں شامل ہو گئے ہیں اور یہ ہمیشہ سے چلتا چلا آ رہا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اس بارے میں لکھا ہوا ہے باقی خلفاء نے بھی لکھا ہوا ہے کہ بہت سارے لوگ اس طرح خطوط میں لکھتے تھے اور آج بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔

پس اگر یہ مولوی ہمارے خلاف بیان دیتے ہیں تو اس ذریعہ سے آج کل جتنا احمدیت کا پیغام پہنچا رہا ہے ہیں اور خاص طور پر اس طبقہ میں جہاں ہماری طرف سے یہ پیغام پہنچنا مشکل تھا تو یہ ہمارا کام کر رہے ہیں اور یہ ہمارے فائدہ کے لیے ہے۔ دعا تو ہم ان کے لیے بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ! اگر ان میں کوئی بھی شرافت کی رمق ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں عقل دے اور انہیں سمجھ آ جائے لیکن عوام الناس کے لیے، عامۃ المسلمین کے لیے، زیادہ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے چنگل سے نجات دے۔

بہرحال یہ ہمارے فائدے کے لیے مخالفت کرتے ہیں ایسی ایسی جگہوں پر احمدیت کا پیغام پہنچ رہا ہے جہاں پہلے نہیں پہنچتا تھا۔ یا ہمارے ذریعہ سے نہیں پہنچ سکتا تھا اور پھر ان میں سے بعض لوگ خود رابطہ بھی کرتے ہیں۔ پس ہمارا کام دعا کرنا ہے اور صبر کرنا ہے اور یہی بہترین ذریعہ ہے جو ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی بھی عطا فرمائے گا۔ ہمارا کام یہی ہے کہ ایک مسلمان کے لیے اپنے خیالات اور اپنے احساسات کو صاف رکھیں۔ ان کے لیے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ جلد ان کی آنکھیں کھولے اور یہ زمانے کے امام کو ماننے اور پہچاننے والے بن جائیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 4 جون 2021ء صفحہ 5 تا 7)

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

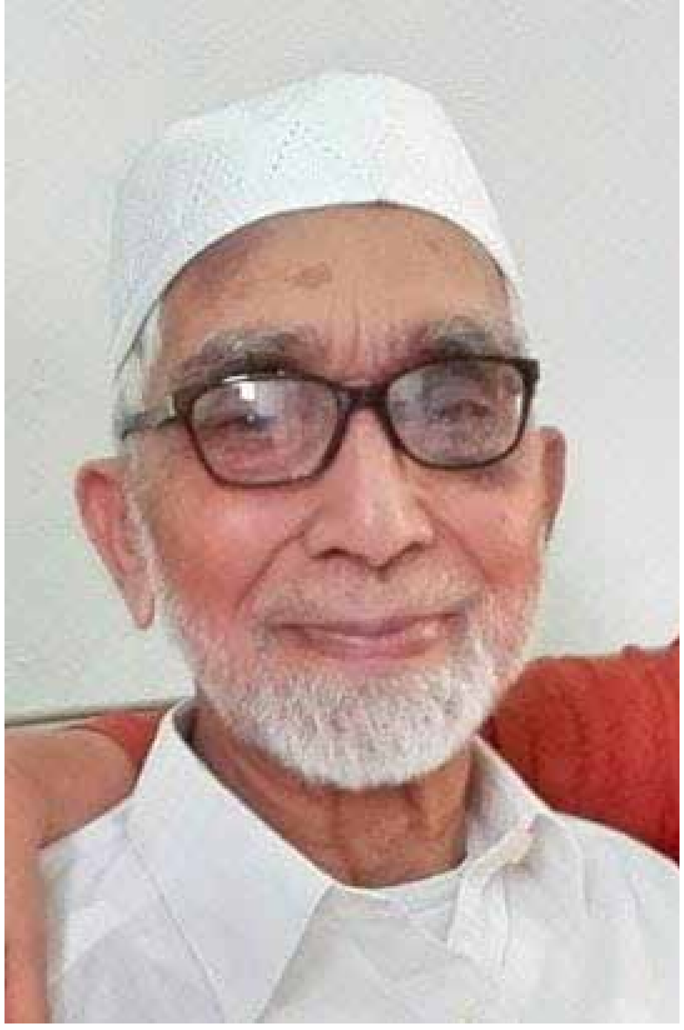

مکرمہ قدسیہ محمود سردار یہ افسوسناک اطلاع بجھواتی ہیں کہ میرے پیارے والد محترم محمد یوسف سلیم صاحب مربی سلسلہ، سابق انچارج شعبہ زودنویسی ربوہ مؤرخہ 31 مئی 2021ء کو 86سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کا تعلق آزاد کشمیر سے تھا۔آپ نے اپنی جوانی کے آوائل میں احمدیت قبول کی اور شدید مخالفت کے باوجود عہدِ بیعت کو پوری وفا، اطاعت اور ایمانداری کے ساتھ زندگی کے آخری لمحے تک نبھایا۔ یہ شعر اکثر ان کی زبان پر ہوتا تھا۔ ؎

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو 55سال خدمتِ دین کی توفیق ملی۔آپ نے چار خلفائے کرام کا دور دیکھنے کی توفیق پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ کے خطبات اور خطابات کو پہلے نوٹ کر کے پھر روزنامہ الفضل ربوہ میں اشاعت کے لئے بھیجنا آپ کی ذمہ داری ہوتی تھی۔آپ نے انتہائی محنت، جانفشانی، خاموشی اور کامل اطاعت کے ساتھ خدمتِ دین بجالائی۔ خدا تعالیٰ ، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، قرآنِ کریم اور خلافت احمدیہ سے محبت ان کی زندگی کا محور تھی۔عاجزی وانکساری، سادگی، کام سے لگن، دوسروں کے دکھ درد میں کام آنا آپ کے نمایاں اوصاف ہیں۔

آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خلافت سے پہلے ان کے ساتھ سوانح حضرت فضلِ عمرؓ کی تصنیف میں اعانت کی سعادت ملی۔آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ کے بہت سے ملکی اور غیر ملکی تاریخی دورہ جات میں ان کے وفد میں شمولیت کا اعزاز ملتا رہا۔آپ کو 9 سال اپنے محلہ دارالنصر غربی کی صدارت کی بھی توفق ملی۔آپ نے اپنے پسماندگان میں 4 بیٹیاں (فرحانہ حمید۔نعمانہ سلیم۔ ڈاکٹر عالیہ احمد اور خاکسار) اور 2 بیٹے (مجید احمد۔مظفر احمد) یادگار چھوڑے ہیں جو الحمدللہ سب صاحبِ اولاد ہیں۔

آپ کی نماز جنازہ اور تدفین بہشتی مقبرہ (دارالفضل) میں عمل میں آئی۔

قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے والد صاحب کے ساتھ پیار، رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔اپنی رحمتوں کی ٹھنڈی چھاؤں میں داخل فرمائے۔ جنت میں اعلیٰ مقام اور آخرت کی تمام حسنات سے نوازے۔آمین

(ادارہ الفضل موصوفہ کے غم میں برابر کا شریک ہے۔اللہ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور موصوفہ کو صبر جمیل عطا کرے۔آمین)

ایڈیٹر کے نام خطوط

یہ اللہ تعالیٰ کا محض فضل ہے کہ دنیا بھر سے قارئین الفضل روزانہ اخبار پڑھ کر اچھے، عمدہ اور نئے مواد پر خوشی کا اظہار کرتے اور اخبار کو پسند بھی کرتے ہیں اور اس کو سراہتے بھی ہیں۔جس سے ہماری پوری ٹیم کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

مورخہ 27 مئی یوم خلافت پر ادارہ کو 34 صفحات پر مشتمل ''خلافت نمبر بعنوان خلفاء سے وابستہ یادیں'' کی اشاعت کی توفیق ملی۔ اس دن کا اخبار On Air ہونے کے معاً بعد مبارکبادی کے پیغامات کا تانتا بندھ گیا اور چند ہی گھنٹوں میں قارئین کرام نے اس کے مندرجات کو اتنا پڑھا اور پسند کیا کہ اس خصوصی نمبر کے بعض مضامین نے «مقبول ترین» میں اپنی جگہ بنالی۔ الحمد للہ

اس حوالہ سے تہنیتی پیغامات جو موصول ہوئے وہ تمام تو نہیں دیئے جاسکتے تاہم دو تین پر اکتفا کرتے ہیں۔

☆... مکرمہ بُشریٰ ارشد نے کینیڈا سے تحریر کیا کہ خلفاء کے ساتھ اہل وفا کے بیتے واقعات نے دل میں ایک ایسا ماحول پیدا کر دیا کہ باوجود نظر کی کمزوری اور آنکھوں کی تکلیف کے اِسے مکمل کیا۔ اس شمارہ کو پڑھتے وقت اتنی دلچسپی برقرار رہی کہ ایک واقعہ کے بعد ارادہ کرتی کہ باقی پھر پڑھ لوں گی مگر واقعات اتنے دلچسپ اور ایمان افروز تھے کہ یہ خیال ذہن میں لاکر کہ اگلے واقعہ میں کیا لکھا ہوگا اخبار کے مطالعہ کو تسلسل اور دوام ملتا رہا اور یوں باوجود گھر کے کام کاج کے ایک دو دن میں مکمل کیا۔ اور اس امر کی ترغیب ہوتی کہ اپنے ساتھ بیتے واقعات کو بھی تحریر کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ادارہ کو اس قدر پیارا اور ایمان افروز شمارہ نکالنے پر مبارک باد پیش کرتی ہوں اور دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس حسین مائدہ تیار کرنے والوں کے نفوس و اموال میں برکت ڈالے۔

☆... مکرمہ نعیمہ نصیر آف قادیان نے فون پر بتایا کہ میرا گزشتہ ماہ آنکھوں کا آپریشن ہوا ہے اور ابھی طبیعت مطالعہ کی طرف راغب نہیں ہوتی۔ لیکن ایک احمدی کو خلافت سے جو دلی اور سچا پیار ہے اس ناطے سے جب مجھے خلافت نمبر ملا اور میں عنوان کو دیکھ کر آگے بڑھی تو ایک واقعہ کے بعد دوسرا واقعہ مجھے اپنی طرف کھینچتا ہوا ایمان اور معرفت کے میدان میں لے گیا۔ جہاں خلافت کے دوام کے لئے دعائیں دل سے نکلیں اور اپنے آپ سے بھی گویا ہوئی کہ تمہارے ساتھ بھی تو بے شمار واقعات بیتے ہوئے ہیں اِن کو بھی ضبطِ تحریر میں لاتے رہنے سے خاندان اور احباب کے ایمان میں اضافہ ہوگا اور خلافت سے پختہ تعلق میں اضافہ بھی ہوگا۔

☆... مکرمہ زکیہ فردوس کومل لندن سے بیان کرتی ہیں۔ کہ جونہی صبح نوافل، نماز اور تلاوت قُرآن سے فارغ ہوکر اپنے موبائل کو دیکھا تو سب سے پہلے اپنے پیارے اخبار کی خصوصی اشاعت برموقعہ یوم خلافت پر نظر پڑی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائی کہ ایک بار پھر یوم خلافت ہماری زندگیوں میں ہمارے ایمانوں میں اضافہ کرنے کے لئے ظاہر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

اللہ تعالیٰ پیاری خلافت کو قائم و دائم رکھے اور ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت وسلامتی والی دراز عمر عطا فرمائے۔ خلافت نمبر کیا تھا؟ ایک ایمان میں اضافہ کے لئے حسین وجمیل پھولوں کا گلدستہ۔ دل کرتا رہا کہ بار بار واقعات کو پڑھ کر حظ اُٹھایا جائے۔ بعض اہم واقعات عاجزہ نے اپنے بچوں کے ساتھ Share بھی کئے۔ بلکہ مجھے بتلایا گیا کہ اس اہم تاریخی شمارہ میں سب سے پہلے مضمون کے لکھنے والے قادیان سے مکرم مقصود احمد بھٹی ہیں جو کرونا کی وجہ سے چند دن قبل وفات پا گئے اور ایک اہم تاریخی دستاویز اخبار الفضل آن لائن کی صورت میں اپنے پیچھے ورثہ کے طور چھوڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو غریق رحمت کرے اور اس طرح کے لکھاری ہمارے اخبار الفضل آن لائن کو مہیا کرتا رہے۔ آمین۔ ساری ٹیم مبارکباد کی مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ ٹیم کا حامی و ناصر ہو اور مقبول خدمت کی توفیق دے۔ اداریہ بھی پہلے کی طرح ایمان افروز ہے۔

☆... مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کی بیٹی نے مکرم سید شمشاد احمد ناصر کے مضمون پر تبصرہ کرتے ہوے لکھا ہے۔ ماشاءاللہ زبردست بہت مزا آیا پڑھ کے۔ اس طرح کے واقعات میں دلچسپی آخر تک برقرار رہتی ہے۔

☆... مکرمہ درثمین احمد آصف نے جرمنی سے لکھا کہ ابھی ابھی سارا شمارہ پڑھا، ماشاءاللہ بہت عمدہ مضامین ہیں۔ آپ کا آرٹیکل بھی ہمیشہ کی طرح بہت خوبصورت ہے۔

☆... مکرمہ ڈاکٹر آمنہ طارق، امریکہ سے لکھتی ہیں۔

27 مئی کا الفضل آن لائن دیکھا۔ اس میں مکرم سید شمشاد احمد ناصر کا مضمون پڑھا جو بہت دلچسپ اور ایمان افروز تھا۔ مجھے یہ مضمون پڑھ کر اُن پر رشک آیا، میں نے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ کی خدمت میں اپنی زندگی وقف کرنے کے بارے میں لکھا تھا جب کہ میں اُس وقت 18-19سال کی تھی۔ اور آپ نے میرے وقف کو قبول فرمالیا تھا۔ میں نے اپنی پوری زندگی میں خلافت کی برکت کو اپنے ساتھ پایا ہے اور ہمیشہ اس بات کا احساس رہا کہ میرے کاموں کی مدد میں ایک غیبی طاقت ہے جو میرا ساتھ دے رہی ہے اور وہ خلافت کی برکت ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

قارئین کی خدمت میں یہ چھ آراء اس غرض سے پیش کی جارہی ہیں کہ خلافت کے ساتھ وابستگی ہر احمدی کا تاریخی ورثہ ہے۔ اس ورثہ کو آئندہ نسلوں کے ایمان وایقان میں ترقی اور مضبوطی کے لئے محفوظ کرنا بہت ضروری ہے۔ اس لئے احباب جماعت سے خلفاء کے ساتھ وابستہ واقعات جو ہمارے روحانی، اخلاقی، علمی اور تربیتی معیار میں اضافہ کا موجب ہوں۔ضرور لکھ کر بھجوائیں۔

(ایڈیٹر)

ابن صادق

والدین اور ہمارا فرض

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’ہر ایک عمل انسان کا جو اس کے مرنے کے بعد اس کے آثار دنیا میں قائم رہیں وہ اس کے واسطہ موجب ثواب ہوتا ہے۔ مثلاً انسان کا بیٹا ہو اور وہ اسے دین سکھلائے اور دین کا خادم بنائے تو یہ اس کے واسطے صدقہ جاریہ ہے جس کا ثواب اس کو ملتا رہے گا۔ اعمال نیت پر موقوف ہیں۔ ہر ایک عمل جو نیک نیتی کے ساتھ ایسے طور سے کیا جائے کہ اس کے بعد قائم رہے وہ اس کے واسطہ صدقہ جاریہ ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد5 صفحہ 190، ایڈیشن1988ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

’’بڑے ہی بدقسمت وہ لوگ ہیں جن کے ماں باپ دنیا سے خوش ہو کر نہیں گئے۔ باپ کی رضامندی کو مَیں نے دیکھا ہے اللہ کی رضامندی کے نیچے ہے اور اس سے زیادہ کوئی نہیں۔ افلاطون نے غلطی کھائی ہے۔ وہ کہتا ہے ’’ہماری رُوح جو اُوپر اور منزہ تھی ہمارے باپ اسے نیچے گرا کر لے آئے۔‘‘

(حقائق الفرقان جلد1 صفحہ 183)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

’’ایک صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میری ماں کی جان اچانک نکل گئی اگر وہ بولتی تو ضرور صدقہ کرتی۔ اَب اگر میں صدقہ کروں تو کیا اُسے ثواب ملے گا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں۔ تو اس نے ایک باغ جو اس کے پاس تھا صدقہ کر دیا۔

میری والدہ کی وفات کی تار جب مجھے ملی تو میں اس وقت بخاری پڑھ رہا تھا۔ وہ بخاری بہت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ میں نے اس وقت کہا اے اللہ میرا باغ تو یہی ہے تو پھر میں نے وہ بخاری وقف کر دی۔ فیروز پور میں فرزند علی کے پاس ہے۔‘‘

(حقائق الفرقان جلد1 صفحہ 184)

آپؓ مزید فرماتے ہیں:

’’میں اپنے والدین کے لئے دعا کرنے سے کبھی نہیں تھکا۔ کوئی ایسا جنازہ نہ پڑھا ہوگا جس میں ان کے لئے دعا نہ کی ہو۔ جس قدر بچہ نیک بنے ماں باپ کو راحت پہنچتی ہے اور وہ اسی دنیا میں بہشتی زندگی بسر کرتے ہیں۔‘‘

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 529)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی وفات کے وقت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’آپ کی وفات کے معاً بعد چند لوگ گھبرائے کہ اب کیا ہوگا۔ انسان انسانوں پر نگاہ کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ دیکھو یہ کام کرنے والا موجود تھا یہ تو اب فوت ہوگیا ہے اب سلسلہ کا کیا بنے گا؟ جب اس طرح بعض لوگ مجھے پریشان حال دکھائی دیئے اور میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ اب جماعت کا کیا حال ہوگا تو مجھے یاد ہے گو میں اس وقت انیس سال کا تھا مگر میں اسی جگہ حضرت مسیح موعود کے سرہانے کھڑے ہوکر کہا کہ اے خدا میں تجھے حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ تو نے نازل فرمایا ہے میں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔‘‘

(روزنامہ الفضل 21/جون 1944ء)

خدا تعالیٰ نے آپ کی اس نیک خواہش کو پورا کرنے کے لیے ہر آن مدد کی۔ اس بات کی دنیا گواہ ہے کہ آپ نے اس عہد کو جس شان وشوکت کے ساتھ نبھایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’پس والدین کے حق میں جو دعائیں ہیں ان کے علاوہ یہ عملی تعلیم بھی ہے جس پر عمل بڑا ضروری ہے۔ والدین جو نیکی کیا کرتے تھے اور بیچ میں عمر کٹ گئی یعنی عمر منقطع ہوگئی اس نیکی کو اگر جاری رکھا جاسکتا ہو تو وہ نیکی ایسی ہے جو والدین کے درجات کو بلند کرنے کا موجب بنے گی۔

اس ضمن میں چندہ جات ہیں۔ بہت سے والدین باقاعدگی کے ساتھ چندہ دیتے ہیں اور وعدے کر دیتے ہیں بڑوں چندوں کے۔ مگر اس کے پہلے کہ وہ پورا کرسکیں ان کو موت آجاتی ہے۔ تو ایسی صورت میں بچوں کا فرض ہے کہ اگر وہ حقیقت میں ماں باپ سے محبت کرتے ہیں اور ان کے مرنے کے بعد ان کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ تو خواہ باپ فوت ہو جائے اس خواہش کے ساتھ کہ میں یہ چندہ دوں گا یا ماں فوت ہو جائے، دونوں کے لئے بچوں کو اس نیکی کو جاری رکھنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں یہ نیکی پائی جاتی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ماں باپ کے مرنے کے بعد کثرت سے ان کے چندوں کو پورا کیا جاتا ہے۔ بچے چین نہیں لیتے جب تک ان کی اس نیک خواہش کو پورا نہ کرلیں خواہ کتنا ہی بوجھ اٹھانا پڑے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں یہ نیکی بہت عام ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4/فروری 2000ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 17/مارچ 2000ء)

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’مرنے کے بعد بھی ان کے لئے دعائیں کرو، ان کے لئے مغفرت طلب کرو اور اس کے علاوہ ان کے وعدوں کو پورا کرو، ان کے قرضوں کو بھی اتارو۔ بعض دفعہ بعض موصی وفات پاجاتے ہیں۔ وہ تو بیچارے فوت ہو گئے انہوں نے اپنی جائیداد کا 1/10 حصہ وصیت کی ہوتی ہے۔ لیکن سالہا سال تک ان کے بچے، ان کے لواحقین ان کا حصہ وصیت ادا نہیں کرتے بلکہ بعض دفعہ انکار ہی کر دیتے ہیں، ہمیں اس کی توفیق نہیں، گویا ماں باپ کے وعدوں کا پاس نہیں کر رہے۔ ان کی کی ہوئی وصیت کا احترام نہیں کر رہے۔ والدین سے ملی ہوئی جائیدادوں سے فائدہ تو اٹھا رہے ہیں لیکن ان کے جو وعدے ان ہی کی جائیدادوں سے ادا ہونے والے ہیں وہ ادا کرنے کی طرف توجہ کوئی نہیں۔ جبکہ جائیداد کا جو دسواں حصہ ہے وہ تو بچوں کا ہے ہی نہیں۔ وہ تو اس کی پہلے ہی وصیت کر چکے ہیں۔ وہ جو ان کی اپنی چیز نہیں ہے وہ بھی نہیں دے رہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے بچوں کو عقل اور سمجھ دے کہ وہ اپنے والدین کے وعدوں کو پورا کرنے والے بنیں۔ یہاں تو یہ حکم ہے کہ صرف ان کے وعدوں کو ہی پورا نہیں کرنا بلکہ ان کے دوستوں کا بھی احترام کرنا ہے، ان کو بھی عزت دینی ہے اور ان کے ساتھ جو سلوک والدین کا تھا اس سلوک کو جاری رکھنا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16/جنوری 2004ء مطبوعہ 12/مارچ 2004ء صفحہ 10)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

معلوماتی مضامین لکھیں

بعض قارئین دریافت فرماتے ہیں کہ ہم اخبار الفضل کے لئے کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔ہمیں عناوین بتادیں۔عناوین پر مشتمل ایک فہرست اس سے قبل شائع کی جاچکی ہے۔جس کی اشاعت مکرّر پیش کی جارہی ہے۔ تاہم سیاحتی مقامات کی معلومات پر مشتمل مضامین کی اشد ضرورت ہے۔ یہ وہ عناوین ہیں جو قارئین کرام کے لئے دلچسپی کا موجب ہوتے ہیں۔

لہٰذا مضمون نگار اپنے ممالک کا تعارف کرواسکتے ہیں۔ ان میں احمدیت کیسے آئی۔ احمدیہ مساجد کا تعارف کروایا جاسکتا ہے۔حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی‘‘

(ملفوظات جلد 7 ص 119)

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تحریرات اور خطوط میں بعض ممالک کا نام تحریر فرمایا ہے۔ان تحریرات کو الگ سے یکجا کیا جاسکتا ہے۔جلسہ ہائے سالانہ پر قلم اُٹھایا جاسکتا ہے۔قربانی کرنے والے مرحومین پر مضامین لکھ کر ان کے اسماء کو نہ صرف زندہ رکھیں بلکہ اسلام احمدیت کی خاطر ان کی قربانیوں کو محفوظ کریں جو آئندہ نسلوں کے لئے مشعل راہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے اور سلطان القلم کا کردار ادا کرنے کی توفیق دے۔مواد ٹائپ شدہ ورڈ فارمیٹ میں ہو۔مرد مضمون نگار اپنی مناسب اور باوقار فائل فوٹو بھی مضمون کے ساتھ بھجوادیں۔مضامین مندرجہ ذیل ای میل پر بھجوائیں۔جزاکم اللہ

Email: info@alfazlonline.org

(ایڈیٹر)

آج کی دعا

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ أَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ

(صحیح مسلم كِتَابُ الْآدَابِ بَابُ كَرَاهَةِ التَّسْمِيَةِ بِالْأَسْمَاءِ الْقَبِيحَةِ وَبِنَافِعٍ وَنَحْوِهِ حدیث: ۵۶۰۱)

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ چار کلمات ہیں:

’’سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ‘‘

اور تم (ذکر کرتے ہوئے) ان میں سے جس کلمے کو پہلے کہو، کوئی حرج نہیں۔

یہ سردارِ دو جہاں پیارے آقا حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدا کے حضور عظیم الشان تسبیح وتحمید ہے۔

اسکی فضیلت کا اندازہ حضرت ابوذرؓ کے اس بیان سے لگائیں۔آپؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمہارے جسم کا ہر حصہ نیکی اور صدقہ میں شامل ہوسکتا ہے۔الحمد للہ کہنا صدقہ ہے، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا صدقہ ہے۔تکبیر کہنا صدقہ ہے۔نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے۔برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے۔اور چاشت کے وقت دو رکعت نماز پڑھنا ان سب نیکیوں کے برابر ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دو خصلتیں یا دو عادتیں ایسی ہیں جو کوئی مسلم بندہ پابندی سے انہیں (برابر) کرتا رہے گا تو وہ ضرور جنت میں داخل ہو گا۔ یہ دونوں آسان ہیں اور ان پر عمل کرنے والے لوگ تھوڑے ہیں۔

(1) ہر نماز کے بعد دس بار ’’سبحان اللہ‘‘ اور دس بار ’’الحمد للہ‘‘ اور دس بار ’’اللہ اکبر‘‘ کہنا، اس طرح یہ زبان سے دن اور رات میں ایک سو پچاس بار ہوئے اور قیامت میں میزان میں ایک ہزار پانچ سو بار ہوں گے (کیونکہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے) اور سونے کے وقت چونتیس بار ’’اللہ اکبر‘‘، تینتیس بار ’’الحمد للہ‘‘، تینتیس بار ’’سبحان اللہ‘‘ کہنا۔ اس طرح یہ زبان سے کہنے میں سو بار ہوئے اور میزان میں یہ ہزار بار ہوں گے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ (کی انگلیوں) میں اسے شمار کرتے ہوئے دیکھا ہے۔لوگوں نے کہا کہ اللہ کے رسول! یہ دونوں کام تو آسان ہیں پھر ان پر عمل کرنے والے تھوڑے کیسے ہوں گے؟ تو آپ نے فرمایا:

(اس طرح کہ) تم میں ہر ایک کے پاس شیطان اس کی نیند میں آئے گا، اور ان کلمات کے کہنے سے پہلے ہی اسے سلا دے گا، ایسے ہی شیطان تمہارے نماز پڑھنے والے کے پاس نماز کی حالت میں آئے گا، اور ان کلمات کے ادا کرنے سے پہلے اسے اس کا کوئی (ضروری) کام یاد دلا دے گا، (اور وہ ان تسبیحات کو ادا کئے بغیر اٹھ کر چل دے گا)۔

(سنن ابوداؤد، كِتَابُ النَّوْمِ بَابٌ فِي التَّسْبِيحِ عِنْدَ النَّوْمِ حدیث نمبر 5065)

مرسلہ: مریم رحمٰن

چھوٹی مگر سبق آموز بات

ادارہ الفضل قارئین کے لیے ’’چھوٹی مگر سبق آموز بات‘‘ کے عنوان سے ایک سلسلہ شروع کرنے جارہا ہے۔قارئین سے درخواست ہے کہ وہ جہاں ان سے استفادہ فرماویں وہاں اس سلسلہ میں ’’چھوٹی مگر سبق آموز بات‘‘ کے عنوان سے ادارہ کی معاونت کر سکتے ہیں۔

ٹوائیلٹ میں جاتے ہوئے اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ اور نکلتے وقت غُفْرَانَکَ پڑھنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔آج کل واش رومز گھروں میں اور کمروں کے ساتھ اٹیچڈ ہونے کی وجہ سے اس دعا کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ اس طرف خصوصی توجہ دے کر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

☆...☆...☆

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عملی زندگی میں دائیں پہلو کو ترجیح دیتے تھے۔ جوتا پہنتے وقت دایاں پاؤں پہلے ڈالتے اور پھر بایاں ڈالتے۔مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں پہلے دہلیز سے پار رکھتے اور پھر بایاں پاؤں رکھتے۔کسی سے کوئی چیز لیتے یا پکڑاتے وقت دایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے۔

☆...☆...☆

اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔اس لیے ہمیں اپنی گنتی کو جہاں ممکن ہو طاق رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جیسے ورزش کرتے وقت 11، 13، 15 کے فگرز سامنے رہیں۔اسی طرح اگر Push up لگانے ہیں تو طاق میں لگائیں یا دعوت کے مدعوین کی تعداد بھی طاق میں رکھ کر برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔

طلوع وغروب آفتاب

07جون2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:10	19:01
مدینہ منورہ	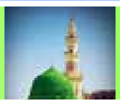	04:02	19:09
قادیان	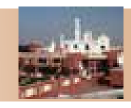	03:44	19:32
ربوہ		03:24	19:12
اسلام آباد ٹلفورڈ	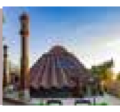	03:20	21:15